اللہ کی راہیں سب ہیں کھلی، آثار و نشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن، اِس راہ پہ چلنا چھوڑ دیا

قصد السبیل

الی المولیٰ الجلیل

از:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

قصد السبیل الی المولی الجلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی ھو المولی الجلیل ۔ وعلیہ منتھی قصد السبیل ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد ن المنبئہ الذی لیس لہ فی الکمال عدیل ۔ وھو لتلک السبیل خیر دلیل ۔ وعلی الہ واصحابہ الباذلین انفسھم واموالھم فی اللہ من کل کثیر وقلیل المبلغین للاٰیات والروایات بعز عزیز وذل ذلیل ۔

امّا بعد یہ چند ہدایات ہیں جن میں مختصر مختصر مگر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جن کے قلم بند کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اس کا مذاق پیدا ہوتا ہے لیکن بعضے تو ناواقفی طریق کے سے اغلاط وضلالات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعضے گو اغلاط سے محفوظ ہیں مگر عدم معرفتِ مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں ۔

یک سبد پرنان ترا بر فرق سر — تو همی جوئی لبِ نان در بدر

[1] تا بزانوئی میانِ جوئے آب — وز عطش وز جوع گشتی خراب

اس لیے طریق و مقصود دونوں کی توضیح و تعیین باسہل واختصر وجوہ ضروری سمجھی گئی۔ اس کے قبل ایک وقت میں بعض صاحبوں نے اسکی فرمائش بھی کی تھی مگر اسوقت یہ ہیئت ذہن میں نہ آئی تھی اس لئے عذر کر دیا گیا تھا اب اس کا وقت آگیا ماخذ ان مضامین کا یہ چیزیں ہیں گو ہر مضمون میں تصریح دلیل و توجیہ استدلال بوجہ طول کے ترک کر دی گئی کتاب اللہ جل وعلا شانہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تحقیقات ائمہ فن ملفوظات اپنے شیوخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے علوم موہوبہ حق تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نام کی طرح اہلِ سلوک کے لئے مقصود حقیقی تک پہونچنے کا مختصر اور موصل طریق بنا دیں اور مجھ آوارہ کو اچھے ٹھکانے لگا دیں

وما ذلک علی اللہ بعزیز

ہدایت اوّل ـــــ سلوک جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں

اسکی حقیقت یہ ہے تعمیر الظاہر والباطن یعنی اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و معمور کرنا ظاہر کو اعمال جوارح ضروریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ و اخلاق باطنہ مثل اخلاص و شکر و صبر و زہد و تواضع وغیرہا سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ مرتبۂ اولیٰ کے ساتھ ظاہر کو طاعات غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوامِ ذکر میں بھی مشغول کرنا مرتبۂ اولیٰ کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے عین ہے اور اس کے لئے دو چیزوں کی حاجت ہوگی اس لئے اُن کا اہتمام بھی ضرور ہوگا۔

ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھ کر خواہ علماء سے پوچھ پوچھ کر اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اردو میں احقر نے ایک بہشتی زیور شائع کرایا ہے وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تسہیل باب مفتاح الجنۃ کا یہ ضروریات روزمرہ کے لئے کافی ہیں دوسرے علم پر عمل کرنے کی ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ راہ نہ ہو یہ تو مرتبۂ اولیٰ کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آج کل

---

[1] ایک ٹوکرا روٹیوں سے بھرا ہوا تیرے سر پر ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ ایک ٹکڑا روٹی کا در بدر مانگتا پھرتا ہے [2] گھٹنے تک تو پانی کی نہر میں کھڑا ہے مگر تیرا حال یہ ہے کہ پیاس اور بھوک سے تباہ ہو رہا ہے

اسی کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبۂ اولیٰ کی فوت یا خلل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع و غیر مشروع ہو جاوے گا۔ جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں

ہدایت دوم ـــ صحیح ترتیب سلوک مرتبۂ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبۂ خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں تو انکو قضا[1] کرنا شروع کرے اور اگر اس کے ذمے کچھ حقوق العباد ہوں تو اُن کے ادا کرنے کے بندوبست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف کرالے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصود حقیقی تک رسائی نصیب ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لیے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو ـــ اور کوئی نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے رباعی ؎

اے[2] دل آن بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی ــــ بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در رہ[3] منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان ــــ شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت اول میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے

ہدایت سوم ـــ شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں [1] بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو [2] عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو [3] دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے [4] کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو [5] اس

---

[1] ہر پنج وقتہ فرض کے بعد ان فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے کا انتظام کرے۔ [2] اے دل یہ بہتر ہے کہ شراب محبت پی کر بے خود ہو جائے بغیر سونے اور خزانے کے قارون کی طرح ہو کر رہے۔ [3] محبوب کی راہ جس میں جان کو بڑے خطرے ہیں اس میں قدم رکھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہو جائے۔

اسی کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری طاعت مرتبۂ اولیٰ کی فوت یا خلل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع و غیر مشروع ہو جاوے گا۔ جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں

ہدایت دوم ۔۔۔ صحیح ترتیب و سلوک مرتبۂ دوم کی یہ ہے کہ اوّل گناہوں سے توبہ خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں تو انکو قضا[1] کرنا شروع کرے اور اگر اس کے ذمے کچھ حقوق العباد ہوں تو ان کے ادا کرنے کے بندوبست میں لگ جاوے یا اہل حقوق سے معاف کرانے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصود حقیقی تک رسائی نصیب ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کے لیے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو ۔۔۔ اور کوئی نفسانی دنیوی مصلحت کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے رباعی

اے دل[2] آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی — بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی
در رہ[3] منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان — شرط اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت اوّل میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے

ہدایت سوم ۔۔۔ شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں (1) بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو (2) عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو (3) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے (4) کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو (5) اس

---

[1] بترتیب وقتی فرض کے بعد ان فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے کا انتظام کرے۔ [2] اے دل یہ بہتر ہے کہ شراب محبت پی کر بے خود ہو جائے بغیر سونے اور خزانے کے قارون کی طرح ہو کر رہے۔ [3] محبوب کی راہ جس میں جان کو بڑے خطرے ہیں اس میں قدم رکھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہو جائے۔

زمانے کے منصف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں ۲ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اسکی طرف زیادہ مائل ہوں ۳ جو لوگ اس کے مرید ہیں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو ۴ وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور انکی کوئی بُری بات سن کر یا دیکھ کر ان کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے ۵ اسکی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دُنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو ۶ خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی. جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم شیخیت یا ولایت میں سے نہیں اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اسکی توجہ سے لوگ مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ اس کے اثر کو بقا نہیں ہوتی صرف مرید غبی کے لئے جو ذکر سے اصلاً متاثر نہیں ہوتا ہے چند روز تک شیخ کے اس عمل کرنے سے اس میں ایک گونہ تاثر و انفعال قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے

ہدایت چہارم ——— جب شیخ کامل میسر ہو جاوے اور اس سے بیعت کا ارادہ کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کی مختلف غرضیں ہوتی ہیں بعضے تو صاحب کشف و کرامت بننا چاہتے ہیں. سو ہدایت سوم میں ابھی گزر چکا ہے کہ کشف و کرامت خود شیخ میں ہونا ضروری نہیں تو بیچارہ مرید کو اس کی کیا ہوس کرے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پیر بخشش کے ذمہ دار ہو جائیں گے قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے خواہ کیسے ہی عمل کرتے رہو یہ بھی محض غلط ہے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رض کو فرمایا ہے یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار [1] بعضے یہ جانتے ہیں کہ پیر صاحب ایک نظر میں کامل

---

[1] ترجمہ: اے فاطمہ بچا اپنے نفس کو (اعمال صالحہ کی وجہ سے) آگ سے ۱۲

کر دیں گے ہم تو زحمت، پڑے گی نہ معاصی کے ترک کا قصد کرنا پڑے گا اگر اس طریق سے کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا کہیں بطور خرقِ عادت ایسا بھی ہوگیا ہے لیکن خوارق میں دوام اور لزوم نہیں ہوتا اس بھروسے پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوش وخروش وشورش و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں. گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں، خواہش ہی مٹ جاوے نیک کاموں میں ارادہ بھی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہوجایا کریں. وساوس وخطرات سب فنا ہو جاویں بس ایک عالم محویت کا رہا کرے یہ خیال پہلے سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن منشا اس کا بھی ناواقفی ہے یہ امور منجملہ کیفیات و احوال کے ہیں جو اختیار سے خارج ہیں اور گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک خفی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالب ہے راحت اور لذت اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں طالبِ رضا کو جس کا کہ مقصود ہونا عنقریب آتا ہے ان خواہشوں سے کیا علاقہ وہ تو بزبانِ حال یہ کہتا ہے ؎

[۱] فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

دیگر [۲] روزہا گر رفت گو رو باک نیست — تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

دیگر [۳] بس زبون وسوسہ باشی دلا — گر طرب را باز دانی از بلا

پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے کیونکہ یہ کیفیت یا حاصل ہوں گی یا نہ ہوں گی۔ اگر حاصل ہوگئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اس کو غایت اور ثمرہ سمجھتا تھا اپنے کو صاحبِ کمال سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر قناعت کرکے تقوی و طاعات سے بے فکر اور مستغنی ہوجاتا ہے یا کم از کم طاعات کو حقیر و بے قدر سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل

---

[۱] جدائی اور ملاپ کیا چیز ہے دوست کی رضا طلب کرنی چاہیے دوست سے اسکی رضا کے علاوہ کوئی چیز چاہنا بے انصافی ہے [۲] دن یعنی کیفیات اگر چلے گئے ہیں تو کہدو چلے جائیں کچھ ڈر نہیں ہے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی پاک نہیں تو باقی رہ [۳] اے دل تو بڑے خیال میں مبتلا ہے اگر راحت کو مصیبت سے جدا سمجھے۔

نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کے وقت ان سے تعویذ گنڈے لیا کریں گے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کرایا کریں گے اور سب کام اپنی مرضی موافق ہو جایا کریں گے گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم خود ان سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم بھی بابرکت ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے سے یا ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاویں گے بلکہ ایسے لوگ تمام تر بزرگی کا خلاصہ ان ہی عملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد در فاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ انوار نظر آیا کریں گے یا کچھ آوازیں سنائی دیں گی یہ بھی محض ہوس اور نافہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار و الوان و اصوات بعض اوقات اسی کے دماغ کا تصرف ہوتا ہے عالم غیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہو گئیں تو اس کو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف ہونے سے قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آ جاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہو جاوے گا تو جو امر کفار میں بھی مشترک ہو اس میں کیا کمال ہوا چونکہ امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکام شرعیہ کا بجا لانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور مرید اس پر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے دخول جنت و لقاء حق اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اتباع کا عہد یہی حقیقت ہے پیری مریدی کی اور گو یہ تعلیم و عمل بدون بیعت متعارفہ کے بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر

بیعت کرنے میں طبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وحدۃ میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادت صالحہ مستحسنہ ہے اسی معاہدہ کے تاکد کے لئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غائب کے لئے اسکی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قائم مقام ہے۔

ہدایت پنجم ——— جب سلوک کا طریق کہ بجا آوری احکام ہے اور اس کا ثمرہ کہ حصول رضائے حق ہے معلوم ہوگیا تو اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ طریق مخالف شریعت کے نہیں پس بعض جہال کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے باین معنی کہ ایک دوسرے کے مخالف ہے باطل محض وضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبارت سے اس کا ایہام و شبہ ہوتا ہو تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ تغائر یعنی اور ہونے کے دو معنے ہیں ایک تعدد دوسرے تخالف و تنافی مثلاً اسلام اور کفر میں تغائر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانون اسلام حرام بتلاتا ہے اور قانون کفر اس کو حلال کہتا ہے اور بالعکس بھی بخلاف احکام متعددہ اسلامیہ کے کہ باہم وگر اس معنی کے متغائر نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ کے مسائل اور ہیں کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجائز لکھا ہو اور کتاب الزکوٰۃ میں جائز لکھا ہو یا بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغائر بمعنی تنافی کا دعویٰ و اعتقاد تو الحاد و بددینی ہے جیسے جہلا سمجھتے ہیں کہ فلاں بات گو شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے نعوذ باللہ منہ البتہ تعدد کا قائل ہونا اسوقت صحیح ہو سکتا ہے جب شریعت کو افعال جوارح کے ساتھ خاص کر لیا جاوے اور طریقت کو اعمال قلبیہ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے تو یہ ایک اصطلاح ہوگی اور اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں اسوقت کنز و ہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسائل شریعت اور احیاء و عوارف وغیرہ کتب اخلاق و سلوک کو مسائل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی

جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے سو اس طور سے تعدد کا کسی کو انکار نہیں اور اگر شریعت کو سب احکام کے لیے جامع کہا جاوے جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ النفس ما لہا و ما علیہا کہا گیا ہے اور طریقت کو مرادف تصوف کہا جاوے جس کا نام ہونا تمام احکام ظاہر و باطن کے لئے ہدایت اوّل میں گزر چکا ہے تو پھر تعدد کے قائل ہونے کی بھی گنجائش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا اور جس شخص نے کہا ہے ع

در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را [1]

وہ مبنی ہے اصطلاح اوّل پر یعنے احکام خدا را کہ متعلق بہ اصلاح باطن ہستند ۔

ہدایت ششم جب حسب ہدایت چہارم و پنجم غرض اور نیت دُرست ہو جائے تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے اسکی خدمت میں رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اسکی تعلیم پر کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کے لیے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جُدا ہے اس کی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہونے کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک بیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس رسالہ کی تحریر کا اسی کا مضمون ہے جس کو عام طالبین کے لیے عموماً اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے تک کے واسطے اور اپنے دوستوں کے لئے خصوصاً ہمیشہ کے لئے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید کرتا ہوں کہ اس کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسی کو منظور و جائز رکھے تب تو قصہ سہل ہوا اور اگر اوراد و اذکار و اشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہیے البتہ اسمیں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں انمیں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بحالہ رہیں گے پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش و حقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول ہے یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا

---

[1] کنز اور ہدایہ میں خدا نہیں ملتا

عالم مشغول اُن میں ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے ۔ ۔ ۔ ۔ بس

عامی مشغول کا خاص دستور العمل

یہ ہے کہ وہ اوّل عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے اور جو نئی بات اس کو پیش آوے اس کو علماء سے پوچھے اور اگر یہ اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ سَو بار اور لا الٰہ الا اللہ سَو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سَو بار پڑھا کرے، اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں نہ پھیرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہیں ان کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سن لیا کرے اور اس پر عمل کرتا رہے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ جو موجود ہو اس کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہیئے کیونکہ یہ تکلف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسب حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو اس باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اس کے لئے عبادت ہے اور یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں ۔ اور

عام مردوں کو نصیحت

۱)علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ان سے مسائل پوچھتے رہو
۲)اگر پڑھے ہوئے ہوتو بہشتی زیور اور صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا یا بہشتی گوہر جو من تصنیفات احقر ہے۔بجائے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کے اسی کو دیکھتے رہو اور اس پر عمل رکھو۔
۳)لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زرد رزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کامدار جوتا
۴)داڑھی مت کٹاؤ نہ اس کو منڈاؤ۔البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے
۵)جتنی رسمیں سنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولد فاتحہ عرس شادی میں ساچق اور برات اور مہمانداری یا نام کے لئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کے لئے دینا دلانا۔
۶)عقیقہ و ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب ترک کر دو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں چالیسوں وغیرہ شب برأت کا حلوہ یا محرم کو تیوہار منانا خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو
۷)میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا آتشبازی تصویر دار کھلونے وغیرہ
۸)زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ ۹)جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو
۱۰)کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو ۱۱)گانا بجانا مت سنو
۱۲)پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اس سے دین سیکھو۔البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں
۱۳)ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں
۱۴)یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے
۱۵)تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو ۱۶)تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو
۱۷)پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ
۱۸)رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو
۱۹)خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو
۲۰)اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تم کو دیکھ دیکھ بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ، جب وہ فرصت پاویں سامنے جاؤ
۲۱)تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔